خبر نامہ این بی ٹی

جلد-1 شمارہ-2
جولائی تا ستمبر 2006

بٹوارہ نہیں ہوتا تو خانہ جنگی ہوتی

'دی پارٹیشن آف انڈیا' کتاب کی رسم اجرا

"اگر بٹوارہ نہیں ہوتا تو ہندستان میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی۔ حالانکہ ہم نے آزادی کی لڑائی میں برابر کی حصہ داری نبھائی ہے، اس کے باوجود اب تک ہم جمہوری ملک کا ڈھانچہ کھڑا نہیں کر پائے۔" گذشتہ 23 اگست 2006 کو انڈیا انٹرنیشنل سینٹر میں منعقد پروفیسر انیتا اندر سنگھ کی کتاب 'دی پارٹیشن آف انڈیا' کے رسم اجرا کے موقعے پر مشہور صحافی جناب کلدیپ نیر نے مذکورہ بالا باتیں کہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہندستان کو پاکستان، بنگلہ دیش سمیت ایشیا کے دوسرے ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے چاہیے اور جنوب ایشیائی ہونے کے ناطے ہمیں فخر کرنا چاہیے، نہ کہ ہندو یا مسلمان ہونے کی وجہ سے۔ انھوں نے امید ظاہر کی کہ جلد ہی نئی پیڑھی فرقہ واریت کو مٹا دے گی اور ہندستان اور پاکستان خیالات کی سطح پر ایک ہو جائیں گے۔

بٹوارہ کے بنیادی وجوہ کے پس منظر میں اس کتاب میں شامل حقائق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کروکشیتر یونیورسٹی کے پروفیسر جناب ڈی این دتا نے کہا کہ اس موضوع پر تفصیل سے لکھا جا سکتا تھا، لیکن یہ ایک مختصر مگر اہم کوشش ہے۔ مشہور ماہر تعلیم پروفیسر امریک سنگھ نے بٹوارہ کے لیے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی جگہ ونسٹن چرچل پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ اگر انگریز چاہتے تو بٹوارہ سے بچا جا سکتا تھا۔ 1940 میں جو ہوا اسی کا نتیجہ 1947 میں سامنے آیا۔ انھوں نے مزید کہا کہ اگر بٹوارہ نہیں ہوتا تو جان مال کا بڑے پیمانے پر نقصان نہیں ہوتا۔

جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کی ایسوسی ایٹ پروفیسر محترمہ سچیتا مہاجن نے کتاب کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ بٹوارے کے پورے سانحے کو اتنے اچھے ڈھنگ سے پیش کرنے والی کوئی اور کتاب نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس کتاب کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ یہ بٹوارے کو بین الاقوامی پس منظر میں دیکھتی ہے جس میں سامراج وادی طور طریقے کو اجاگر کرتے ہوئے برٹش سامراج کے سیاسی اور منصوبہ بند فائدے واضح ہو جاتے ہیں۔ فرقہ وارانہ مسائل پر انھوں نے کہا کہ یہ کتاب بٹوارے کے دنوں کے پہلے سے چلے آ رہے کئی اساطیروں کو توڑتی ہے، جو دور حاضر میں بحث کے مرکز بنے ہوئے ہیں۔

مصنفہ پروفیسر انیتا اندر سنگھ نے اس کتاب کے لکھے جانے کی وجوہ کو بتلاتے ہوئے کہا کہ ہم سب بھی تقسیم کے نتائج کو جھیل رہے ہیں۔ اس موضوع پر بحث ہوتے رہیں گے۔ اس موقعے پر این بی ٹی کے چیئرمین پروفیسر بپن چندرا نے کہا کہ بٹوارہ پر مشتمل سبھی کتابیں تحقیقی یا عالموں کے لیے لکھی گئی ہیں لیکن ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی، جسے عام قاری پڑھ اور سمجھ سکے۔ یہ کتاب اس کمی کو پورا کرتی ہے۔



قابل ذکر بات یہ ہے کہ پاپولر سوشل سائنس سیریز کے زیر تحت شائع ہونے والی یہ کتاب فی الحال انگریزی میں دستیاب ہے۔ لیکن جلد ہی اردو، ہندی اور دوسری ہندستانی زبانوں میں بھی اس کی اشاعت ہوگی۔

امیر خسرو گنگا جمنی تہذیب کے علمبردار تھے

ہریانہ اردو اکادمی کے زیر اہتمام کل ہند سیمینار میں اظہار خیال، نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی مطبوعات کی نمائش

ہریانہ اردو اکادمی اور چنڈی گڑھ دوردرشن کے اشتراک سے فارسی اور ہندستانی زبان کے معتبر شاعر حضرت امیر خسرو کی شخصیت، فن اور خدمات پر دو روزہ کل ہند سیمینار کا اہتمام کیا گیا جس کا افتتاح ڈاکٹر اے آر قدوائی گورنر ہریانہ نے کیا۔

مسٹر بیریندر سنگھ، وزیر خزانہ ہریانہ، پھول چند ملانا، وزیر تعلیم ہریانہ، ایچ کے دوآ، ایڈیٹران چیف، دی ٹریبون چنڈی گڑھ اور وی این پاٹھک، وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی نے مہمان خصوصی کے طور پر شرکت کی۔ مسٹر انل کمار (آئی اے ایس) کمشنر ہائر ایجوکیشن ہریانہ نے تمام مندوبین کا استقبال کیا۔ اس موقعے پر کلاسیکل موسیقی کے گلوکار اقبال احمد اور ان کے ہمنواؤں نے حضرت امیر خسرو کا کلام مخصوص کلاسیکل انداز میں پیش کیا اور سامعین کو محظوظ کیا۔ افتتاحی کلمات میں عزت مآب ڈاکٹر اے آر قدوائی گورنر ہریانہ نے امیر خسرو کی صوفیانہ طبیعت، اردو زبان کی نشو ونما میں ان کی خدمات اور حب الوطنی کے جذبے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امیر خسرو گنگا جمنی تہذیب کے علمبردار تھے ان کی خدمات کو عام کیا جانا چاہیے۔ اردو زبان کے تعلق سے انھوں نے کہا کہ زبان وہی زندہ رہتی ہے جو استعمال میں آتی رہتی ہے اور تہذیب و کلچر کا اہم جزو بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اردو اگر زندہ ہے تو اپنی شاعری اور ادب کی وجہ سے زندہ ہے۔ حضرت امیر خسرو اس زبان کی ابتدائی معمار کہے جاسکتے ہیں جنھوں نے اس زبان سے اتحاد اور سماجی بہتری کا کام کیا۔

وزیر خزانہ بریندر سنگھ نے اپنی تقریر میں کہا کہ تقسیم ملک کے بعد سب سے زیادہ نقصان مشترکہ پنجاب اور یہاں کی تہذیب کو پہنچا ہے۔ اردو کو یہاں پہلی زبان کا درجہ حاصل تھا لیکن تقسیم کے بعد یہ زبان زوال پذیر ہوگئی گویا یہاں کی تہذیب کو جھٹکا لگا۔ اپنی تہذیب کی بقاء کے لیے ضروری ہے کہ اس علاقے میں ایک کلچرل سینٹر قائم کیا جائے۔ اب دنیا ایک گاؤں میں تبدیل ہوچکی ہے۔ لہٰذا وقت کے ساتھ ساتھ حب الوطنی کے معنی بھی بدل چکے ہیں۔ آج کے دور میں اصل حب الوطنی یہی ہے کہ انسان کو انسان کے قریب کیا جائے۔ وزیر تعلیم پھول چند ملانا نے اس موقعے پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ امیر خسرو ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے ایک طرف جہاں ان کا تعلق ان کے عہد کے بادشاہوں سے رہا وہیں فقیری کی دنیا میں بھی ان کا مرتبہ کسی طرح کم نہیں ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء کے ارادت مندوں میں ان کا نام بڑے عزت واحترام سے لیا جاتا ہے۔ حضرت امیر خسرو نے جہاں اپنی شاعری میں ہندستانی ماحول اور تہذیب کی ترجمانی کی وہیں وہ ایک صوفی شاعر بھی تھے ان کی تعلیمات کی جتنی ضرورت اس عہد میں تھی اتنی ہی آج بھی ہے۔

سیمینار کے افتتاحی اجلاس میں ایچ کے دوآ ایڈیٹران چیف دی ٹریبون، چنڈی گڑھ نے بھی اپنے گراں قدر خیالات کا اظہار کیا۔ انھوں نے کہا کہ حضرت امیر خسرو نے اردو زبان کے ابتدائی خدوخال کو سنوارنے اور موسیقی کو بڑھاوا دینے میں جو خدمات انجام دیں اور ہندستانی تہذیب کو جس طرح گلے لگایا اسے کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

اس موقعے پر گورنر نے ہریانہ کے ادیبوں کو ان کی کتب پر سات سات ہزار روپے کے انعامات اور توصیفی سند سے بھی نوازا۔ جناب قمر رئیس کو ان کی کتاب ''باد نو بہار'' مسٹر مکند لال گپتا صادق فتح پوری کو ان کی کتاب ''رنگ زاد'' ڈاکٹر محمد حبیب کو ان کی کتاب ''علاقۂ میوات کا تہذیبی اور سماجی مطالعہ'' اور ان کے علاوہ بی ڈی کالیہ ہمدم کو ''درنایاب'' اور شری کیدار ناتھ شرما کو ان کے افسانوی مجموعہ ''افسانے پیارے پیارے'' پر انعامات سے نوازا گیا۔ اس موقعے پر گورنر نے ہریانہ اردو اکادمی کے مجلّہ ''جمنا تٹ'' اور ''خبر نامہ'' اور پروفیسر شریف حسین قاسمی کی کتاب کا بھی اجراء کیا۔ چنڈی گڑھ دوردرشن کی جانب سے مسٹر کشمیری لال ذاکر اور مسٹر غلام نبی خیال کو گورنر نے اپنے دست خاص سے اعزازات سے نوازا۔ اور ذاکر کو پدم شری ملنے پر مبارکباد پیش کیا۔ افتتاحی تقریب کے اختتام پر چنڈی گڑھ دوردرشن کے ڈائرکٹر اشرف ساحل نے تمام سامعین کا اظہار تشکر کیا اور یہ بھی کہا کہ ہم گورنر کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے چنڈی گڑھ دوردرشن کی جانب سے جناب اقبال احمد اور ان کے ہمنواؤں کی سی ڈی تیار کروائیں گے جسے گھر گھر تک پہنچانے کی ذمہ داری ہم قبول کرتے ہیں۔ اس سے قبل ہریانہ اردو اکادمی کے سکریٹری کشمیری لال ذاکر نے اپنے تعارفی کلمات میں سیمینار کی مقصدیت بتاتے ہوئے کہا کہ امیر خسرو کی شخصیت اس قدر ہمہ جہت تھی کہ ان میں ایک شاعر، صوفی، موسیقار اور سب سے بڑھ کر انسانیت کا رنگ شامل تھا۔ انھیں اپنے وطن سے بے پناہ محبت تھی۔ درباری کاموں سے وہ جب بھی غیر ملکی سفر پر جاتے تھے تو انھیں اپنے ملک کی یاد ستاتی تھی۔

انھوں نے شاعری میں مختلف اصناف کا اضافہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ برج، فارسی، عربی، ترکی اور ہندوی زبانوں کے میل سے انھوں نے جو بھی لکھا اس کی آج بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی اس دور میں تھی۔ ضرورت ہے کہ ان کے کاموں کو عام کیا جائے۔ انھوں نے مزید کہا کہ عنقریب اردو اکادمی کی جانب سے امیر خسرو فیسٹیول کا اہتمام کیا جائے گا اس میں اقبال احمد کو ہم دوبارہ مدعو کریں گے جس طرح آج انھوں نے اپنے بھرپور انداز سے سامعین کو محظوظ کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ سامعین اس پروگرام میں مزید لطف اٹھائیں گے۔

سیمنار کے دوسرے روز حضرت امیر خسرو کی شخصیت اور ان کی خدمات پر پُر مغز مقالات پڑھے گئے۔ یہ سیمنار تین ادوار پر مشتمل تھا۔ پہلے دور کی صدارت مسٹر غلام نبی خیال نے کی اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر چندر شیکھر نے ادا کیے۔ اس دور میں ڈاکٹر دلیس رج سپرا، ڈاکٹر نصیرالدین ازہر اور ڈاکٹر میرا گوتم نے مقالات پیش کیے،

دوسرے دور کی مجلس صدارت میں ڈاکٹر صادق، ڈاکٹر خلیق انجم اور پروفیسر شریف حسین قاسمی شامل تھے اور جن لوگوں نے اپنے مقالات پیش کیے ان میں اپرنا شرما، شاہد ماہلی، ڈاکٹر چندر شیکھر کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ اس دور کی نظامت شمس تبریزی نے کی۔

اختتامی اجلاس کی مجلس صدارت میں مسٹر آر کے تنیجہ (ریٹائرڈ آئی اے ایس) ڈاکٹر چندر شیکھر، شری پنکج اڈیٹر نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا شامل تھے۔ ڈاکٹر صادق نے اس موقعے پر جو سفارشات پیش کیں ان میں کلچرل سینٹر کا قیام، امیر خسرو کے کلام کا اردو، ہندی اور پنجابی میں اکادمی کی طرف سے ترجمہ کروانا، خسرو کی سوانح عمری تیار کروانا، وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ قابل ذکر ہے کہ اس موقعے پر ہریانہ اردو اکادمی اور نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے اپنی مطبوعات کی ایک خوبصورت نمائش کا اہتمام کیا جس کا افتتاح گورنر ہریانہ ڈاکٹر اے آر قدوائی نے اپنے دست مبارک سے کیا۔

ہماری مطبوعات

(نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے اردو کے نامور نقاد، شاعر اور افسانہ نگار سجاد ظہیر کی تحریروں کا انتخاب بعنوان "سجاد ظہیر کی منتخب تحریریں" شائع کیا ہے جسے ڈاکٹر ابرار رحمانی نے مرتب کیا ہے۔ زیر نظر مضمون اسی کتاب سے ماخوذ ہے۔)

فن کار کی آزادی تخلیق

(کلچر کے مسائل پر تولیاتی کا بیان)



گذشتہ ماہ اگست میں اطالوی کمیونسٹ پارٹی کے رہنما اور عظیم مارکسی مفکر پالمیر تولیاتی کی وفات ہوئی۔ اپنی اچانک موت سے چند دن پہلے تولیاتی نے کمیونسٹ تحریک کے مسائل حاضرہ پر ایک یادداشت تیار کی تھی، جسے اطالیہ کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ان کی وفات کے چند روز بعد ہی شائع کردیا۔ تولیاتی کی یہ یادداشت (جو اکتوبر 1964 کے نیو ایج ماہنامے میں پوری شائع ہوئی ہے)، نہایت اہم اور فکر انگیز دستاویز ہے۔ اس میں تولیاتی نے جہاں بہت سے سیاسی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، وہاں کلچرل مسائل کے متعلق بھی کچھ باتیں کہی ہیں۔ تولیاتی نے لکھا ہے:

"آج کلچر کی دنیا میں (ادب، آرٹ، سائنسی ریسرچ وغیرہ) کمیونسٹ اثر و نفوذ کے لیے دروازے پوری طرح کھلے ہوئے ہیں۔ سرمایہ دار دنیا میں دراصل ایسی صورتیں پیدا ہو رہی ہیں، جن سے ذہنی زندگی کی آزادی کے تباہ و برباد ہوجانے کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ ہمیں ذہنی زندگی کی آزادی، آرٹ کی آزادی اور بے روک تخلیق اور سائنسی ترقی کا حامی اور طرفدار بننا چاہیے۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے تصورات کو دوسرے مختلف نوعیت کے رجحانات کے ماننے والوں سے بحث کا آغاز کریں۔ وہ سب لوگ جو کلچر کے مختلف میدانوں (فلسفہ، تاریخ یا سوشل سائنس) میں آج ہم سے دور ہیں، ہمارے دشمن یا ہمارے دشمنوں کے ایجنٹ نہیں ہیں۔ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کا شعور، جو مسلسل بحث کا ذریعہ ہوسکتا ہے، خود ہمارے اپنے تصورات کو اثر اور وقار دے سکتا ہے اور یوں ہی ہم ان لوگوں کے چہرے سے بھی نقاب ہٹا سکتے ہیں جو دراصل ہمارے دشمن ہیں جن کی فکر غلط ہے یا جو آرٹ کے اظہار میں محض دھوکے باز ہیں۔ اس میدان میں ہم کو ان ملکوں سے بہت مدد ملنا چاہیے تھی جہاں پر معاشرتی زندگی کی باگ ہمارے ہاتھوں میں آگئی ہے لیکن اس قسم کی مدد ہم کو ہمیشہ نہیں ملتی ہے۔"

تولیاتی نے اپنے بیان میں سب سے پہلے تو مارکسی نظریے پر اپنے اعتقاد کا اظہار کیا ہے اور یہ رائے ظاہر کی ہے کہ سرمایہ داروں کی دنیا میں کلچر کی آزادانہ ترقی کے امکانات رفتہ رفتہ تنگ ہوتے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے اہم بات غالباً یہ

ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام، سامراجی شکل اختیار کرنے کے بعد دنیا کو جنگ کی بھٹی میں جھونکتا ہے۔

اگر تیسری عالمی جنگ روکی نہ جا سکی تو نوعِ انسانی کی تقریباً مکمل بربادی اور تہذیب و تمدن کی تباہی کا خطرہ درپیش ہے۔ اس کے علاوہ اسلحہ سازی کے دوڑ سے قوموں کی مادی وسائل کا بہت بڑا حصہ جنگی تیاریوں پر خرچ ہوتا ہے۔ وہ روپیہ جو انسانی فلاح و بہبود کے کاموں پر صرف ہونا چاہیے۔ سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقیاں جو انسان کی بھلائی کے لیے ہونی چاہئیں، انسان کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنے کے لیے استعمال ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ سامراجی نظام، قوموں کو غلام بناتا ہے اور ان کی آزادی کو سلب کرتا ہے۔ حالانکہ ایشیا اور افریقہ کے بیشتر ملکوں نے سامراجی جوئے کو اتار پھینکا ہے، پھر بھی جب تک سامراج اور سرمایہ داری باقی ہے، وہ مسلسل دنیا کی مختلف اقوام کو اپنے حلقۂ اثر، اپنے جنگی بلاکوں، اپنی معاشی غلامی میں لانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ وہ ساری دنیا میں سرد جنگ کی فضا پھیلاتا ہے جس میں سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کی شکل دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آزادی، جمہوریت اور سوشلزم کے خلاف مسلسل پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔ قوموں کے مابین نفرت پھیلائی جاتی ہے اور ایک مستقل تناؤ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ ان تمام حالات کے نفسیاتی اثرات بھی ہوتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام براہ راست یا بالواسطہ اس کی کوشش کرتا ہے کہ انسان دوستی، امن اور محبت کے بلند تصورات کی جگہ انسان کشی، خود غرضی اور انفرادیت پرستی کے تصورات لوگوں میں پیدا ہوں۔ ادیبوں، آرٹسٹوں، فن کاروں کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو پوری طرح اور آزادی کے ساتھ بروئے کار لانے کا موقع نہیں ملتا۔ وہ سرمایہ دارانہ ریاست یا بڑے بڑے سرمایہ داروں کے محتاج بننے پر مجبور ہوئے ہیں۔ وہ مسلسل معاشی تنگی کا شکار رہتے ہیں۔

سوشلزم دنیا کے سامنے ان تمام مشکلات، مصائب اور خطرات سے نجات کا راستہ دکھاتی ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ ایک اشتراکی ادیب یا آرٹسٹ انسانی آزادی اور مساوات، اخوت اور محبت کا طرفدار ہوتا ہے، وہ دنیا میں امن چاہتا ہے۔ وہ ہر قوم اور ہر فرد کی آزادی کا طلب گار ہوتا ہے اور عوام کی ہر ایسی جد و جہد میں ان کا ساتھ دیتا ہے جو انسانیت کے احترام، انسانیت کے جائز حقوق اور انصاف اور سچائی کے لیے جاری کی جائے۔

تولیاتی کا دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ آرٹ اور ادب کے میدان میں، جہاں تخلیقی تجربے کیے جاتے ہیں، کمیونسٹوں کو عام طور پر اور کمیونسٹ فن کاروں کو خاص طور پر تخلیقی آزادی کا علم بردار ہونا چاہیے۔ ایسے آرٹسٹ اور فن کار، ادیب اور شاعر جو نظریاتی اعتبار سے اپنے فلسفیانہ نقطۂ نظر میں یا اپنے ہیئتی تجربوں میں ان سے مختلف بھی ہیں۔ انھیں اپنا مخالف یا دشمن نہیں سمجھ لینا چاہیے۔ آرٹ اور فن کسی ایک گروہ کی اجارہ داری نہیں ہے، یہ بالکل ممکن ہے کہ کوئی شخص نظریاتی اعتبار سے صحیح ہو، لیکن وہ اچھا فن کار نہ ہو۔ ایک اچھا فن کار ہونے کے لیے جدت، تنوع، زندگی کے مختلف اور رنگا رنگ پہلوؤں کو نئی طرح سے دیکھنے کی صلاحیت، مزاج میں نفاست، احساس حسن وغیرہ بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے۔ حسن، سخت کوشش و کاوش، گہری اور باریک بیں نظر، جوش، صداقت اور خلوص کے امتزاج سے ہی وجود میں آتا ہے۔

تولیاتی نے تنگ نظری یعنی اپنے کو ہی صحیح سمجھنا اور دوسروں کے نقطۂ نظر کو سمجھنے کی کوشش نہ کرنا، کی مخالفت کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ کمیونسٹ آرٹ اور ادب کے مسائل پر سنجیدہ بحثوں کا آغاز کریں، کٹھ ملاؤں کی طرح فتاویٰ صادر نہ کریں۔ یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ کمیونسٹوں نے اور کمیونسٹ ریاستوں نے بعض موقعوں پر (مثلاً سوویت یونین میں اسٹالن کے عہد میں) اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کہ فن کاروں کو ایک خاص سیاسی نقطۂ نظر کی ترویج عائد کیں۔ اس کے سبب سے نہ صرف خود ان کا فن مجروح ہوا بلکہ وہ فن کار بھی جو ان کے ساتھ آ سکتے تھے، ان سے دور چلے گئے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ فن کار سچائی اور خلوص کا دامن کسی حالت میں بھی نہ چھوڑیں۔ اور فن میں انھیں خیالات، جذبات اور احساسات کا اظہار کریں جنھیں وہ اپنی روح کی گہرائیوں میں محسوس کرتے ہوں۔ (مطبوعہ ہفتہ وار حیات، نئی دہلی-25 اکتوبر 1964)

تبصرہ

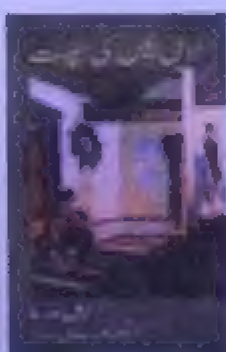
سورج مکھی کا سپنا، مصنف: سید عبدالمالک، مترجم: رضوان احمد،
صفحات: 195، قیمت: -/75 روپے،
اشاعت: 2004 ناشر: نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا، اے-5 A-5
گرین پارک، نئی دہلی-110016
مبصر: ایس اے رحمٰن



سید عبدالمالک آسامی زبان کے ایک اہم اور معروف قلم کار ہیں۔ زیر تبصرہ ناول ان کی ایک شاہکار تخلیق ہے جس کے لیے مصنف کو ساہتیہ اکادمی ایوارڈ سے نوازا گیا تھا۔ اس ناول کی کہانی آسام میں بہنے والی دھن شری ندی کے کنارے بسے ایک گاؤں کے گرد گھومتی ہے۔ اس گاؤں میں ہندو بھی رہتے ہیں اور مسلمان بھی جو وہیں کی مٹی سے پنپے ہیں تو ان کے ساتھ وہاں کچھ نیپالی بھی آباد ہیں۔ وہاں ہندوؤں کے لیے

پوجا استھل ہے تو مسلمانوں کے لیے مسجد۔ اس گاؤں پر جب بھی کوئی تباہی آتی ہے یا کوئی بیماری پھیلتی ہے تو اللہ اور ایشور ایک ساتھ ہی گاؤں میں آ جاتے ہیں، یعنی مسلمان اللہ اللہ کرتے ہیں تو ہندو ایشور کا جاپ کرتے ہیں۔ وحش شری ندی اس گاؤں کے لیے قدرت کا انعام ہے کیونکہ اس کی سیلابی مٹی سے زرخیز زمین میں ڈالم کے کسان کھیتی کر کے بھرپور فصل پاتے ہیں تو ندی میں مچھلی بھی فراوانی سے ملتی ہے۔ اس ناول میں مصنف نے زراعت پر منحصر ایک ہندستانی سماج کی بھرپور تصویر پیش کی ہے تو وہیں کردار نگاری میں آسام کے جاہل، گنوار جینے کے لیے جدوجہد کرنے والوں کی بڑی مہارت سے عکاسی کی گئی ہے۔ انسانوں کے سکھ دکھ، آشا نراشا، محبت نفرت کی اساس پر ہی اس ناول کا تانا بانا بنا گیا ہے اور حقائق کو فکشن کے روپ میں درشایا گیا ہے۔ اس ناول میں مسائل، مصائب، امیدیں، رابطے، تکلیفیں اور اختلافات ہیں لیکن بدلے کا جذبہ ناول کے کسی کردار کے بھی دل میں نہیں اٹھتا! کیوں؟ جبکہ نفرت اور محبت انسان کے فطری جذبے ہیں لیکن مصنف کا کمال یہ ہے کہ قاری اس کی کا احساس کرتے ہوئے بھی کہانی کے ساتھ ساتھ چلتا رہتا ہے۔ سورج کبھی کا سپنا آسامی زبان کا ایسا ناول ہے جس میں ایک پس ماندہ سماج کے خاص دور کی مکمل تصویر پیش کی گئی ہے۔ فکشن میں حقائق کی عکاسی کرنا مصنف کی خوبی ہے۔ اردو کے معروف افسانہ نگار رضوان احمد نے اسمیہ زبان کے اس اہم ناول کو ہندی ترجمہ کے وسیلے سے اردو میں منتقل کیا ہے جسے نیشنل بک ٹرسٹ نے آدان پردان یعنی ہندوستانی کتابوں کے سلسلے کے تحت شائع کیا ہے۔ لیزر کمپوزنگ میں صاف ستھری طبع ہونے والی اس کتاب کا سرورق آرٹسٹک اور جاذب نظر ہے۔ ایسے ادبی آدان پردان سے متعلقہ علاقے کی تہذیبی قدروں اور ثقافت کی جانکاری ملتی ہے تو وہاں کے لوگوں کے مسائل اور سیاسی رابطے اور رویے بھی سامنے آتے ہیں۔ ایسے تراجم اردو مطبوعات میں قابل قدر اضافہ ہوتے ہیں۔

(بہ شکریہ "اردو ریویو" نومبر، دسمبر 2005)



لال ٹین کی چھت، مصنف: نرمل ورما، مترجم: عادل اسیر، صفحات: 185 قیمت: -/75 روپے، اشاعت: 2005 ناشر: نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا، اے۔ A-5 گرین پارک، نئی دہلی۔110016

مبصر: ایس اے رحمٰن

نرمل ورما ہندی زبان کے قلمکاروں میں ایک بڑا نام ہے۔ آنجہانی ورما جی کے لیے ہندی زبان و ادب کے نقادوں کی رائے ہے کہ کہانی کی تکنیک کو انھوں نے ایک نیا موڑ دیا جس کی وجہ سے ان کی تخلیقات ان کی زندگی میں ہی کلاسک کا درجہ پا گئیں۔ ہندی ناقد وجے موہن سنگھ کا کہنا ہے کہ "لال ٹین کی چھت، ہندی میں اپنے طرز کا اکیلا ناول ہے جو قارئین کے ایک خاص طبقے کو ہی متوجہ کرتا ہے۔" یہ ناول ایک ایسی اکیلی لڑکی کی کہانی ہے جو اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ پہاڑی شہر میں رہتی ہے۔ سردی کی لمبی، سنسان چھٹیوں میں وہ ادھر ادھر بھٹکتی ہے۔ اس نے اپنے اطراف میں ایک طلسمی جال سا بن لیا ہے۔ جس میں بیشتر اوقات وہ خود اپنی چھوٹی بچی یادوں سے کھیلتی رہتی ہے۔ وہ ایک ایسی سرحد پر کھڑی ہے جس کے پیچھے بچپن چھوٹ چکا ہے اور آنے والا وقت متعدد اشارات اور پیغامات سے بھرا ہے۔ ایک کنارے پر عجیب سی دہشت ہے تو دوسرے کنارے پر ایک زبردست کشش اور ان دونوں کے بیچ جو اندھیری بھول بھلیاں پھیلی ہیں، پورا ناول اس کے کونوں کو چھوتا، پکڑتا ہوا چلتا ہے۔

اس ناول کو پڑھتے ہوئے انگریزی زبان کے عالمی شہرت یافتہ ناول "وودرنگ ہائیٹس" کی یاد آتی ہے۔ ایملی برانٹے کے اس ناول کا اردو ترجمہ سید قاسم محمود نے کیا تھا اور یہ 'عشق بلا خیز' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس ناول میں تنہائی ہے، اکیلا پن ہے۔ چھپاتی بھٹکتی زندگی ہے، دہشت ہے، وحشت ہے اور ایک لڑکی کی ہی زندگی کی پرتوں اور اکیلے پن کی کہانی ہے۔ لال ٹین کی چھت میں نرمل ورما نے غیر انسانی اجنبیت اور زندگی کے بھیانک اور ٹھنڈے رخ کو ایک خاص طبقے کی زندگی کے حوالے سے پیش کیا ہے۔ گویا یہ گہرے سماجی مطالعے کا ناول بھی ہے۔ اس ناول میں ایک کم سن لڑکی کی نفسیات اور نفسیاتی ردعمل کو پیش کیا گیا ہے جس کے حوالے سے زندگی اور موت سے جڑے فلسفیانہ سوالات بھی ابھرتے ہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے مصنف نے عام افسانوی زبان یا مروجہ افسانوی تکنیک سے کام نہ لے کر ایک نیا اسلوب اپنایا ہے جس سے کم سن جذبے کھل کر سامنے آتے ہیں اور کم سن سوچ اور تمناؤں کی عکاسی ہوتی ہے۔

بحیثیت مجموعی 'لال ٹین کی چھت' اپنے انداز کا ایک ایسا ناول ہے جو اپنے قارئین کو بار بار سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ اردو میں ان کی اشاعت ایک اچھا اضافہ ہے۔ ترجمہ ٹھیک ہے لیکن اس میں ایڈیٹنگ کی گنجائش محسوس ہوتی ہے۔ سرورق موضوع کی نمائندگی کرتا ہے اور جاذب نظر ہے۔ نیشنل بک ٹرسٹ کی ایک قابل قدر پیش کش جس سے قارئین ضرور متاثر ہوں گے۔ کتاب لیزر کمپوزنگ میں صاف ستھری شائع ہوئی ہے۔

(بہ شکریہ "اردو بک ریویو" جنوری، فروری 2006)

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات کا مختصر تعارف

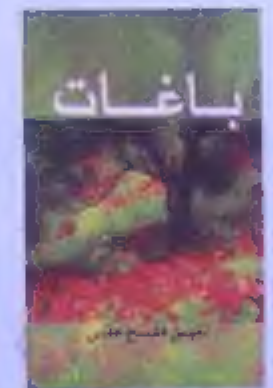


سارا آکاش: راجندر یادو   مترجم: اظہار عثمانی

راجندر یادو کے ناول ''سارا آکاش'' کو جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ بہت کم ہی فن پاروں کے حصے میں آتی ہے۔ اس ناول میں ایک ایسی رومانی کہانی کا ذکر ہے جس کے کرداروں کو حالات محبت کرنے کا موقع ہی نہیں دیتے۔ بلکہ وہ محبت سے مخالفت کی سمت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہانی کا کمال یہ ہے کہ محبت کو مشکل حالات کے درمیان رکھا گیا ہے۔ جس میں محبت کا ایسا بیج اُگا ہے جس کے اوپر چٹان کی پرت ہے اور انھیں تو ذکر ہی پروان چڑھنا ہے۔

یہ کہانی قدیمی روایتوں پر پکا یقین رکھنے والے مثالی نوجوان ''سمر'' کی کہانی ہے جو مجرد زندگی گزارنا چاہتا ہے لیکن پھر بھی جبراً اس کی شادی پربھا سے کر دی جاتی ہے۔ شادی شدہ نوعمر میاں بیوی ایک دوسرے کی خود سپردگی اور محبت کے حقدار ہیں لیکن یہ محبت انھیں نصیب نہیں ہوتی۔ آخر وہ اپنے حقوق سے کیوں محروم کیے جاتے ہیں؟ ''سارا آکاش'' اسی کشمکش کی بازیافت ہے۔

ISBN81-237-2782-8 قیمت: 70.00



باغات: لئیق فتح علی   مترجم: عابد سہیل

باغبانی کی معیاری کتابوں میں بھی عموماً ابعادی مسائل کے بارے میں معلومات نہیں ملتی جن سے ان لوگوں کا واسطہ پڑتا ہے جو ہندستان میں عوامی باغوں کی دیکھ ریکھ کے ذمے دار ہوتے ہیں۔ اس کتاب ''باغات'' میں مصنفہ نے فن باغبانی کے تعلق سے سب ہی ایسے سماجی، جمالیاتی اور ماحولیات سے جڑے مسئلوں پر بات چیت کی ہے جن کا توازن برقرار رکھ کر ہمارے ملک میں گرد و پیش کا ماحول اطمینان بخش بنایا جا سکتا ہے۔

گھریلو باغبانی کے سلسلے میں بھی اس کتاب میں قابل قدر معلومات فراہم کی گئی ہے۔

مسز لئیق فتح علی ایک سرگرم فطرت پسند اور آزاد قلم کار ہیں۔ آپ نے بیس سال تک مشہور جریدے 'کونسٹ' کے ادبی مدیر کی ذمے داریاں نبھائی ہیں۔ ممبئی کے قریب پوئی اور وہار نامی جگہوں پر دو باغوں کی تشکیل کر کے آپ نے اپنے ذوق باغبانی کی عکاسی بھی کی ہے۔

ISBN81-237-4227-4 قیمت: 60.00

کوٹھے کھڑک سنگھ   رام سروپ انکھی   مترجم: شہلا نقوی

''کوٹھے کھڑک سنگھ'' میں پنجاب کے گذشتہ پچاس برس کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی بحران کی عکاسی کی گئی ہے۔ یہ ناول تین نسلوں کی کہانی لیے ہوئے ہے۔ ناول کا مرکزی خیال پنجاب کے عوام کی نصف صدی کی دیہی زندگی ہے۔ دیہی زندگی محدود کاشتکاری سے جڑی ہوئی ہے اور کاشتکاری زمین پر انحصار کرتی ہے۔ معاشی مسائل کی بنیاد زمین ہونے کی وجہ سے معاشرتی رشتے بھی زمینداری کی نوعیت پر منحصر ہوتے ہیں۔ زمین اس ناول کا مرکزی نقطہ ہے جو زندگی کے معاشرتی، معاشی، تہذیبی اور سیاسی حالات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس ناول میں بے زمین لوگوں کی معاشی پسماندگی کو تاریخی پس منظر میں پیش کیا گیا ہے۔ ناول میں مظلوم عوام اور ظلم و استحصال کرنے والے سیٹھوں اور بیٹیوں کے گٹھ بندھن کی خامیوں اور خوبیوں کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کیا گیا ہے۔



مصنف شری رام سروپ انکھی کے ناول ''سلگدی رات'' کو بھاشا وبھاگ پنجاب کا اعلیٰ اعزاز دیا جا چکا ہے۔ زیر نظر ناول ''کوٹھے کھڑک سنگھ'' پنجابی زبان کے افسانوی ادب کی ایک اہم تخلیق ہے۔ اس ناول کو ساہتیہ اکادمی کا انعام مل چکا ہے۔

ISBN81-237-2909-7 قیمت: 120.00



گاندھاری   این ڈی مہانور

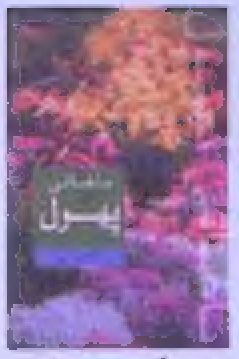
مترجم: مناظر عاشق ہرگانوی

مراٹھی کے جدید شاعر این ڈی مہانور کا ناول گاندھاری بہت مشہور ہے اور نئی نسل میں بحث کا موضوع بنا ہوا ہے۔ یہ نظام حکومت کے خاتمے کے بعد کے دور کا ایک خاکہ ہے۔ گاندھاری حیدرآباد ریاست میں واقع ایک گاؤں تھا (جو اب مہاراشٹر میں ہے) جہاں سینکڑوں کردار اس طرح ابھرتے ہیں کہ تب کا عہد جی اٹھتا ہے۔ یہ ناول صرف سماجی سچائی نہیں ہے بلکہ ایک گاؤں کے ان خوابوں اور حالات کا عکس ہے جس میں وہاں کے لوگ ڈوبتے ابھرتے رہتے ہیں۔ اس گاؤں میں غنڈے بھی ہیں، شریف بھی ہیں۔ اس گاؤں میں ہر طرح کے حادثے ہوتے ہیں۔ گاندھاری ایسا گاؤں ہے جس کا موازنہ مہابھارت کی کردار گاندھاری سے بھی کیا جا سکتا ہے۔

اس ناول کا اردو ترجمہ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی نے ہندی سے اردو میں کیا ہے۔ ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی کی شخصیت تعارف کی محتاج نہیں۔ انھوں نے ادب کی تحقیق و تنقید، تصنیف و تالیف اور ترتیب و تزئین کے لیے خود کو وقف کر رکھا ہے۔

ISBN81-237-4332-7 قیمت: 45.00

باغاتی پھول: وشنوسروپ، مترجم: شمس الاسلام فاروقی



یہ جامع اور انتہائی معلوماتی کتاب جو بکثرت تصاویر سے مزین ہے اور آسان زبان میں تحریر کی گئی ہے ایک غیر ماہر کے لیے پھولوں کی دنیا کے گرد ایک 'پیکج ٹور' کی مانند ہے جس میں ہندستان کا خصوصی حوالہ ہے۔ اس میں ہندستان کے مختلف حصوں کے باغات میں عام طور سے بولے جانے والے پھولوں اور ان کی کاشت کے طریقوں کا بیان ہے۔ ان تمام لوگوں کے لیے جو تجارت یا شوق کی خاطر پھول لگاتے ہیں یہ ایک دستی رہنما ہے۔

کتاب کے مصنف ڈاکٹر وشنوسروپ، سابق سنیئر جینیٹی سسٹ (فلوری کلچر) اور ڈویژن آف ویجی ٹیبل کروپس اینڈ فلوری کلچر، انڈین ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی میں پروجیکٹ کوآرڈی نیٹر تھے۔ انھیں آرائشی پودوں کو لگانے اور نسل خیزی کا وسیع تجربہ ہے اور وہ باغبانیات کی بین الاقوامی سوسائٹی کی باغبانی کمیٹی اور ایسے کئی اداروں کے رکن ہیں۔ انھوں نے باغبانی کے مختلف پہلوؤں پر کئی مقالے اور کتابیں شائع کی ہیں۔

اس کتاب کے مترجم شمس الاسلام فاروقی انڈین ایگریکلچرل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے وابستہ رہے ہیں۔ اردو میں کیڑوں پر این بی ٹی سے ایک کتاب "کیڑوں کی دنیا" شائع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے اس ادارہ کے لیے "ادویاتی پودے" کا بھی ترجمہ کیا ہے۔

ISBN81-237-4225-8 قیمت: 95.00

فسانہ آزاد: رتن ناتھ سرشار تلخیص و مقدمہ: قمر رئیس

فسانہ آزاد 1880 میں پہلی بار چار ضخیم جلدوں میں لکھنؤ سے شائع ہوا تھا۔ اس کا پلاٹ بظاہر عشق و محبت کا ایک پامال سا قصہ ہے لیکن حقیقت میں پنڈت رتن ناتھ سرشار کا اصل کمال تو اس سے باہر کی رنگارنگ دنیا کو دیکھنے اور دکھانے میں ظاہر ہوا ہے۔ اپنے منفرد اور دلکش طرز تحریر میں انھوں نے لکھنؤ کی مٹتی ہوئی تہذیب کے جو منظر دکھائے ہیں اور انھیں جن تفصیلات سے آراستہ کیا ہے... اس تہذیب کے مختلف پہلوؤں کی نمائندگی کے لیے جو اچھوتے کردار تراشے ہیں، ان کی پیش کش میں جو ڈرامائی حسن اور ظریفانہ اسلوب پیدا کیا ہے وہی اس ناول کی جان ہے۔

فسانہ آزاد کے علاوہ پنڈت رتن ناتھ سرشار سیر کہسار، جام سرشار، کامنی بیگم وغیرہ ناول کے تخلیق کار ہیں لیکن جو شہرت فسانہ آزاد کو ملی وہ ان کے دیگر تخلیقات کو نہ مل سکیں۔

ISBN81-237-3651-7 قیمت: 115.00

آپ کی بات

محترمی تسلیم! میں این بی ٹی کے نیوز لیٹر کا لائف ممبر ہوں۔ اردو کا خبرنامہ (جلد-1 شمارہ-1 اپریل تا جون ۲۰۰۶) موصول ہوا۔ انتہائی مسرت ہوئی یہ جان کر کہ این بی ٹی نے بھی بالآخر اردو کی اہمیت کو جانا اور خبرنامہ اس زبان میں شائع کرنا شروع کیا۔ میں این. بی. ٹی کے سربراہوں اور دیگر عملہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ایس آئی ایچ کاظمی، جمو



این بی ٹی کا خبرنامہ ملا۔ رنگین اور خوبصورت خبرنامہ پاکر دلی خوشی ہوئی۔ مبارک باد دیتا ہوں۔ نئی مطبوعات کی اطلاعات بھی فراہم ہوئی۔

علی احمد فاطمی، الہ آباد

این بی ٹی کی جانب سے "خبرنامہ" کا پہلا شمارہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ خدا یہ خوشی برقرار رکھے۔ درحقیقت "خبرنامہ" ڈائریکٹر اور آپ کی کوششوں کا بہترین نتیجہ ہے۔ دعا ہے کہ خبرنامہ سہ ماہی سے ماہنامہ کی شکل جلد از جلد اختیار کرے۔ آمین! بہر حال بہت بہت مبارک باد!

رئیس صدیقی، اردو مجلس آکاشوانی، نئی دہلی

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کے ترجمان خبرنامہ کا اولین شمارہ باصرہ نواز ہوا۔ اس شاعل نوازی، ادیب دوستی کے لیے بہت بہت شکریہ۔ خبرنامہ اردو سے متعلق بھرپور خبروں کے ساتھ آپ کی مطبوعات کی تفصیلات بھی لیے ہوئے ہے جو شعرا و ادبا کے علاوہ اردو کے عام قارئین کے لیے بھی مفید ہے۔ مبارکباد قبول فرمائیے۔ خدا کرے کہ خبرنامہ کی اشاعت جاری و ساری رہے۔

شاغل ادیب مرشد آباد، حیدر آباد

خبرنامہ این بی ٹی پہلی بار فردوس نظر ہوا۔ آپ نے ایک دور افتادہ کو یاد فرمایا۔ بلرام پور ایسی جگہ ہے جو ہمالہ کی ترائی نیپال بارڈر پر آباد ہے۔ سردار جعفری جیسی ادبی شعری بلند قامت کی جائے پیدائش ہے۔ یہیں سے اٹل بہاری باجپئی نے ۱۹۵۷ میں الیکشن میں کامیابی حاصل کی اور ۱۹۶۲ میں شبھدرا جوشی سے ہار گئے۔

میں یہیں کے ایک گاؤں کا گنوار ہوں۔ میں شروع میں بلا کسی گروہ سے شامل ہوئے اردو غزل کو گاؤں میں مقبول کرنے میں لگا ہوا ہوں۔ یہ میری جسارت ہے کہ اردو میں مقامی بولیوں کے الفاظ جو بار ساعت نہ ہوں انھیں شامل کرنے کی ہمت کی ہے۔ دلی حاضر ہوا تو اپنی کچھ شائع شدہ کتابیں پیش کروں گا۔

بیکل اتساہی بلرام پور، یوپی

میں عرصہ دراز سے نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا، نئی دہلی کا انگریزی خبرنامہ پڑھتا رہا ہوں۔

ادھر جب خبرنامہ این بی ٹی (اردو) آیا تو حیرت زدہ رہ گیا۔ میں سوچتا تھا کہ این بی ٹی کا اردو شعبہ بے حد متنوع اور جاندار حیثیت رکھتا ہے لیکن اس کی اردو کتابوں کی تشہیر نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہ کمی اب اس خبرنامہ سے پوری ہو گئی۔

زیر نظر شمارہ میں لاہور کے بین الاقوامی کتاب میلہ کا تفصیلی احوال اور نئی دہلی کے ۱۷ویں عالمی کتاب میلہ کی تفصیل بے حد معلوماتی ہے نیز اردو کے تجارتی اداروں کے لیے ایک رہنمائی کا ذریعہ بھی، تاکہ وہ اردو کتابوں کی نکاسی کے لیے مستقبل میں صحیح پلاننگ کر سکیں۔ اتنے کامیاب خبرنامہ کی اشاعت پر ہم حکومت ہند کو عمومیت سے اور آپ کی مساعی جمیلہ کو خصوصیت سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

ڈاکٹر شعائر اللہ خان وجیہی

ایڈیٹر ماہنامہ ضیاء وجیہہ، رام پور

آپ کے ادارے سے شائع ہونے والے خبرنامہ کا پہلا شمارہ ابھی ابھی موصول ہوا۔ بے حد شکریہ۔ آپ کے حسن ادارت کی وجہ سے یہ شمارہ اس دور کی اہم ضرورت کو بخوبی پورا کر رہا ہے۔ اردو کی تازہ ترین کتب کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہو جاتی ہیں اور خریدنے کے شوق میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اردو میں اس قسم کے رسائل نہ ہونے کی وجہ سے شائقین اہم کتابوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

اگر ہر شمارے میں اردو کی تمام نئی شائع ہونے والی کتابوں کی فہرست شائع کی جائے تو اچھا ہوگا۔ مکتبہ جامعہ کے ماہنامہ 'کتاب نما' میں ہر ماہ اس قسم کی فہرست شائع ہوتی ہے لیکن وہ بہت مختصر ہوتی ہے۔ کتاب کے نام، مصنف کا نام، صفحات، قیمت اور پبلشر کا پتہ بھی شامل ہونا چاہیے۔

لاہور کے کتابی میلے کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہ تھا۔ خبرنامہ سے اطلاع ملی۔ اسی طرح پریم چند کے بارے میں وزیر اعظم کا بیان۔ یقین ہے کہ آپ کی ادارت میں خبرنامہ کا ہر آنے والا شمارہ سابقہ شماروں سے بہتر ہوگا۔

حیدر جعفری سید چمن گنج، کانپور

''این بی ٹی خبرنامہ'' جلد-1 شمارہ-1 باصرہ نواز ہوا۔ کرم فرمائی کے لیے شکرگزار ہوں۔ این بی ٹی کی مطبوعہ کتب کے شیدائیوں کے لیے یہ ایک خوبصورت تحفہ ہے۔ ''فرقہ وارانہ مسئلہ'' کی اشاعت ٹرسٹ کا قابل قدر کارنامہ ہے۔ اس کے لیے مرزا اے بی بیگ صاحب بھی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کالم ''تبصرہ و تعارف'' پسند آیا۔ کم صفحات ہوتے ہوئے بھی ''خبرنامہ'' اپنے دامن میں بہت کچھ سمیٹے ہوئے ہے، امید ہے اسے آپ مزید استحکام بخشیں گے۔ بقول علامہ نیاز فتح پوری۔ ''اردو کا چاروَرقی مطبوعہ بھی شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔''

ڈاکٹر معصوم شرقی، آر ایل بی لین، شمالی کولکاتا

نیشنل بک ٹرسٹ کا خبرنامہ اردو میں دیکھ کر طبیعت خوش ہو گئی۔ میں اس کے لیے این بی ٹی کی ڈائریکٹر محترمہ نزہت حسن کو اور آپ کو خاص طور پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ذریعے اردو خواں طبقہ میں این بی ٹی کی مطبوعات سے واقفیت اور دلچسپی بڑھے گی اور اس کی جانب سے شائع ہونے والی کتابوں کا تعارف ہوگا۔ یہ ایک بڑی ضرورت تھی، جس کا این بی ٹی کے ذمے داروں نے احساس کیا۔ اس سے خود اس کے دائرہ میں وسعت پیدا ہوگی اور بہت سے وہ لوگ جو اس سے اب تک جڑے ہوئے نہیں تھے، اس سے تعلق محسوس کریں گے۔

سید ظل الرحمن، تجارہ ہاؤس، دودھ پور، علی گڑھ

بہت سے ایسے قارئین ہیں جن کے خطوط کو صفحات کی کمی کی وجہ سے شائع نہیں کیا جاسکا ہے۔ البتہ ان کی اردو سے محبت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان قارئین کے نام درج کیے جاتے ہیں جن کے خطوط ہمیں مل چکے ہیں۔

[انور چراغ پنجابی یونیورسٹی، پٹیالہ۔ اشفاق برادر، بیگم پورہ، کانپور۔ ڈاکٹر انور حسین خان، بارہ بنکی۔ محی الدین قادری زور، جموں کشمیر۔ محمد اسلم، مالاد ویسٹ، ممبئی۔ سکھدیو شرما رشک، فتح گڑھ چوڑیاں، گورداسپور۔ اندر سنگھ ورما، گڑگاؤں۔ شہلا نواب، دہلی۔ گل محمد (گلزار) اننت ناگ، کشمیر۔ صابر سنبھلی، سنبھل، مرادآباد۔ راشد جمال فاروقی، رشی کیش، دہرادون۔ ثنا راختر انصاری، ناگپور۔ محمد ظہیر الدین دانش، عمرآباد، تمل ناڈو۔ شکیل احمد، دھولیا۔ شمیم الحق، بیگو سرائے۔ ظفر علی شیرازی، ممبئی۔ پروفیسر رفعت جمال، وارانسی۔ بی ڈی کالیہ ہمدم، پنچکولہ ہریانہ۔ قاسم زبیری، بیہری، چنچ ز، مہاراشٹر۔

خبرنامہ این بی ٹی حکومت ہند کے وزارت ترقی انسانی وسائل کے تحت چلنے والا ادارہ نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کا اہم رسالہ ہے۔

اس رسالہ کے مضامین میں بیان کیے گئے خیالات سے ٹرسٹ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ایڈیٹر : ڈاکٹر شمس اقبال

پروڈکشن تعاون : دیوی دین

قارئین سے گذارش ہے کہ وہ خبرنامہ این بی ٹی کے بارے میں اپنے خیالات مدیر کو لکھیں۔

لیزر ٹائپ سیٹنگ اور لے آؤٹ ڈیزائننگ کوشل گرافکس منیرکا میں کیا گیا۔

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی طرف سے ڈائریکٹر محترمہ نزہت حسن کے ذریعہ راولی پرنٹرس اینڈ پبلشرس، ڈبلیو30–، اوکھلا فیز II، نئی دہلی 110020 سے طبع اور اے 5 گرین پارک، نئی دہلی 110016 سے شائع شدہ۔